آہ! شیخ منظور احمد!

تحریر: جناب چوہدری محمد یٰسین ظفر (پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

فربہ جسم، درمیانہ قد، کشادہ پیشانی، کھلا چہرہ، روشن وسفید رنگت، پر اعتماد گفتگو، خوش مزاج اور خوش لباس، مسکراتی آنکھوں کے ساتھ ہر آنے والے کا استقبال کرنے والے شیخ منظور احمد کا شمار لاہور کے ممتاز تاجروں میں ہوتا تھا۔ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ بڑے گہرے مراسم تھے۔ اپنی خوبیوں اور صلاحیتوں کی بنا پر سب کے ہاں یکساں مقبول تھے۔ آپ تاجروں اور صنعت کاروں کے نمائندہ شمار ہوتے تھے۔ جب کہ دینی اور جماعتی حلقوں میں رضا کارانہ خدمت سرانجام دیتے تھے۔ فلاحی اور رفاہی تنظیموں کی سرپرستی کرتے تھے۔ مرکز اہل حدیث لارنس روڈ کے خدام میں سے تھے۔ اپنی تجارتی اور کاروباری مصروفیات کو ترک کر کے دینی مجالس میں شرکت کرتے۔

میرا شیخ منظور احمد کے ساتھ تعلق اور شناسائی کا عرصہ بہت مختصر ہے۔ مگر جب بھی ملتے اس قدر محبت اور اپنائیت کا اظہار کرتے کہ گمان ہوتا کہ یہ تعلق برسوں پر محیط ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے پروگراموں میں ملاقات ہوتی تو بڑی ہمدردی سے حال احوال دریافت کرتے۔ بچوں کے بارے میں استفسار کرتے۔ اگر کبھی ملاقات میں وقفہ زیادہ ہو جاتا تو فون پر خیریت معلوم کرتے۔ تکلف سے کام نہ لیتے مگر اپنی شایان شان مہمان نوازی ضرور کرتے۔ عرصہ ہوا کسی ضروری مشورہ کیلئے میں، جامعہ سلفیہ کے رئیس میاں نعیم الرحمٰن اور برادرم مولانا محمد یونس بٹ ان کے دفتر واقع لارنس روڈ حاضر ہوئے۔ بڑی خندہ پیشانی سے پیش آئے اور خوشی کا اظہار کیا اور دوپہر کو کھانا گھر سے منگوایا۔ تمام مصروفیات ترک کر کے مسائل سنے اور مفید مشوروں سے نوازا۔

شیخ منظور احمد اور مرکزی جمعیت اہل حدیث لازم وملزوم تھے۔ مرکزی مجلس شوریٰ، مجلس عاملہ اور کابینہ کے رکن تھے، تمام اجلاسوں میں شریک ہوتے اور اپنی ذمہ داری باحسن طریق ادا کرتے تھے۔ یوں تو شیخ صاحب مرحوم میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ علماء ومشائخ کے ساتھ ان کی محبت اور تعلق ایسی خوبی تھی جو کم لوگوں کو نصیب ہوتی

ہے۔اس مثالی تعلق کو ہمیشہ تازہ دم رکھتے۔خصوصاً رمضان المبارک میں ایک بڑی افطاری کا اہتمام کرتے تھے۔ جس میں اکثریت علماء کرام کی ہوتی اور بذات خود فون پر دعوت دیتے اور افطاری میں شرکت کی تلقین کرتے تھے۔

ویسٹ وڈ کالونی کی جامع مسجد علی کے مہتمم تھے۔ کچھ عرصہ قبل رمضان المبارک میں فارغ التحصیل علماء کیلئے تربیتی پروگرام کراتے تھے اور مختلف موضوعات پر ممتاز علماء کرام کے لیکچر کراتے اور تمام شرکاء کے طعام وقیام کا انتظام کرتے تھے۔ جامعہ سلفیہ کے ساتھ نہایت عقیدت کا اظہار کرتے تھے اور اس کے تعلیمی، انتظامی معاملات کی تحسین کرتے تھے۔ جامعہ سلفیہ کی دعوت کو شرف قبولیت بخشتے تھے۔تقریب بخاری ہو یا کوئی اہم پروگرام لازمی شرکت کرتے۔ جامعہ کی پرانی عمارت کی جگہ جب نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔تو اس تاریخی تقریب میں شریک ہوئے۔ اسی طرح گذشتہ سال اگست میں جب جامعہ سلفیہ کی جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا تو گرمی کے باوجود تشریف لائے اور تعمیر میں تعاون کا یقین دلایا۔میاں نعیم الرحمٰن صاحب کی علالت کا سن کر افسردہ ہو جاتے۔ دو ہفتے قبل میاں نعیم صاحب کی عیادت کیلئے ان کے گھر گئے اور کافی دیر تک ہمراہ رہے اور باہمی دلچسپی کے معاملات پر باتیں کرتے رہے اور میاں نعیم الرحمٰن صاحب کو حوصلہ دیتے رہے کہ انسانی زندگی میں ایسی پریشانیاں آجاتی ہیں۔گھبرانے کی ضرورت نہیں مگر خود دو ہفتے بعد رحلت فرما گئے۔اپنی وفات سے تقریباً چار دن قبل فون پر رابطہ کیا اور بعض ضروری کام میرے ذمہ لگائے۔اسے جلد مکمل کرنے کی تلقین بھی کی۔ جامعہ کے احوال بھی دریافت کئے اور ملاقات کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ چار دن بعد شام کے وقت جناب مسعود صاحب کا فون آیا اور فرمانے لگے کہ میں شیخ منظور احمد کے دفتر سے بات کر رہا ہوں۔ میں نے سوچا یہ کام کے بارے میں دریافت کریں گے۔لیکن انہوں نے نہایت افسردہ اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ ایک المناک خبر دینے کیلئے فون کیا ہے کہ شیخ منظور احمد چند لمحات قبل حرکت قلب بند ہونے سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سچی بات یہ ہے کہ خبر سن کر بڑا دھچکا لگا کہ انسان کس قدر کمزور ہے اور موت کس قدر اٹل ہے کہ ایک لمحہ کی فرصت نہیں ملتی۔ دفتر سے گھر جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ سینے میں تکلیف محسوس ہوئی، ہسپتال لے جایا گیا مگر چند لمحوں میں انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ **اللھم اغفر لہ وارحمہ**۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ ان کی دینی، جماعتی اور فلاحی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین!